# قومی و صوبائی اسمبلیوں کے بیس فیصد سے زائد مجوزہ حلقوں کی آبادی میں کمی بیشی کی شرح دس فیصد کی قانونی حد سے متجاوز ہے

* **الیکشن کمیشن مجوزہ حلقہ بندیوں پر اعتراضات مقامی سطح پر وصول کرنے کا اہتمام کرے اور ادارہ شماریات کو آبادی کے تفصیلی اعداد و شمار جاری کرنے کی ہدایت کرے: فافن**

**اسلام آباد، 30 ستمبر 2023:** الیکشن کمیشن کی جانب سے تجویزکردہ حلقہ بندیوں کی فہرست میں قومی و صوبائی اسمبلیوں کے 180 حلقے ایسے ہیں جن کی آبادی متعلقہ اسمبلی کی فی نشست اوسط آبادی سے قانونی طور پر تجویز کردہ10 فیصد تبدیلی کی عمومی اجازت سے متجاوز ہے۔ حلقوں کی آبادی کا یہ فرق مساوی رائے دہی کے اس اصوٖل کی بھی خلاف ورزی ہے جسے پارلیمنٹ نے الیکشنز ایکٹ 2017 میں کی گئی حالیہ ترامیم میں اجاگر کیا تھا۔

پارلیمانی منظوری کے بعد 4 اگست 2023 کو نافذ ہونے والی ان ترامیم میں الیکشن کمیشن کو حلقہ بندیاں کرتے ہوئے اضلاع کی حدود کو نظر انداز کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ اس اجازت کا مقصد یہ یقینی بنانا تھا کہ ایک اسمبلی کے حلقوں کے درمیان آبادی کا فرق عام طور پر 10 فیصد سے زائد نہ ہو۔ کسی اسمبلی کے حلقوں کے درمیان آبادی کا یہ فرق ایک حلقے کی آبادی کا اس اسمبلی کی فی نشست اوسط آبادی کے ساتھ موازنہ کرکے پتہ چلایا جاسکتا ہے۔ اسمبلی کی فی نشست اوسط آبادی کو ہی کوٹہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کوٹہ کسی صوبے کی مردم شماری میں بیان کردہ آبادی کو اس صوبے کی قومی یا صوبائی اسمبلی کی نشستوں پر تقسیم کر کے نکالا جاتا ہے۔ تازہ مردم شماری کے نتائج کے مطابق قومی اسمبلی میں خیبر پختونخوا کے حلقوں کے لیے کوٹہ 907,913، وفاقی دارلحکومت اسلام آباد کے لیے 787,954، پنجاب کے لیے 905,595، سندھ کے لیے 913,052 اور بلوچستان کے لیے 930,900 بنتا ہے۔ اسی طرح صوبائی اسمبلی کی نشستوں کے لیے خیبرپختونخوا کا کوٹہ 355,270، پنجاب کا کوٹہ 429,929، سندھ کا کوٹہ 428,432 اور بلوچستان کا کوٹہ 292,047 مقرر کیا گیا تھا۔

حلقہ بندیوں کی ابتدائی رپورٹ اور مجوزہ حلقوں کی فہرستوں کا تجزیہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ آبادی کے فرق کو کم سے کم رکھنے سے متعلق پارلیمان کی جانب سے کی گئی ترمیم کا بڑے پیمانے پر اطلاق نہیں کیا گیا۔ صرف 11 قومی اسمبلی اور ایک صوبائی اسمبلی کے حلقے میں حالیہ ترمیم کا اطلاق کرتے ہوئے بین الاضلاعی حلقے بنائے گئے ہیں۔ ان 11 قومی اسمبلی کے حلقوں میں سے چھ خیبر پختونخوا میں، تین پنجاب میں اور دو سندھ میں ہیں جبکہ صوبائی اسمبلی کا ایک حلقہ ایک سے زائد اضلاع کے علاقوں پر مشتمل ہے۔ اس ترمیم کے محدود استعمال کی وجہ سے دس فیصد سے زائد آبادی کے فرق والے حلقوں کی تعداد 2022 کی حلقہ بندیوں سے بھی بڑھ گئی ہے۔ 2022 میں کل 170 حلقوں میں آبادی کا فرق دس فیصد سے زائد تھا جن میں 82 قومی اسمبلی کے اور 88 صوبائی اسمبلیوں کے حلقے شامل تھے۔ حالیہ حلقہ بندیوں میں یہ تعداد 180 ہوگئی ہے جن میں 83 قومی اسمبلی کے اور 97 صوبائی اسمبلیوں کے حلقے شامل ہیں۔ 10 فیصد سے زیادہ آبادی کے فرق والے قومی اسمبلی کے مجوزہ حلقوں میں پنجاب کے 35، سندھ کے 22، خیبرپختونخوا کے 21 اور بلوچستان کے پانچ حلقے شامل ہیں۔ اسی طرح صوبائی اسمبلیوں کے دس فیصد سے زائد آبادی کے فرق والے حلقوں میں خیبرپختونخوا کے 30، پنجاب کے 26، بلوچستان کے 25 اور سندھ کے 16 حلقے شامل ہیں۔

فافن کا خیال ہے کہ اسمبلی کے حلقوں میں آبادی کی عدم مساوات کی وجہ یہ ہے کہ الیکشن کمیشن نے الیکشن قواعد کے قاعدہ 10 کے ذیلی قاعدوں 4 اور 5 کو الیکشنز ایکٹ 2017 کی شق 20 کی ذیلی شق 3 اور اس میں کی گئی حالیہ ترمیم کے مطابق اپڈیٹ نہیں کیا۔ واضح رہے کہ اس شق میں کی گئی حالیہ ترمیم کے مطابق حلقوں کے درمیان آبادی کے فرق کو دس فیصد سے کم رکھنے کے لیے "غیر معمولی صورتحال میں موجودہ ضلعی حدود پر سختی سے عمل کرنا ضروری نہیں ہوگا۔" اس شق کی روح کے برعکس الیکشن قواعد کے قاعدہ 10 کے ذیلی قاعدہ 5 کے تحت یہ اجازت دی گئی ہے حلقوں کے درمیان آبادی کے فرق کا تعین محض ضلع کی سطح پر کیا جائے گا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ الیکشن کمیشن کو عملی طور پر صرف ایک ضلع کے دو حلقوں کی آبادی کے درمیان فرق دس فیصد سے کم رکھنا ہوگا حالانکہ الیکشنز ایکٹ کی شق 20 کی ذیلی شق 3 نہایت واضح ہے کہ ایک پوری اسمبلی کے کسی بھی دو حلقوں کے درمیان آبادی کا فرق ہر ممکن حد تک دس فیصد سے کم ہونا چاہئیے۔

یہی وجہ ہے کہ قومی اسمبلی کے سب سے بڑے حلقے NA-39 بنوں کی آبادی (1,357,890) سب سے چھوٹے حلقے NA-1 چترال اپر-چترال لوئر کی آبادی (515,935) سے تقریباً تین گنا زیادہ ہے۔ پنجاب میں قومی اسمبلی کا سے بڑا مجوزہ حلقہ NA-49 اٹک ون ہے جس کی آبادی 1,126,142 ہے، جبکہ سب سے چھوٹا حلقہ NA-61 جہلم ٹو جس کی آبادی 690,683 ہے۔ سندھ میں NA-209 سانگھڑ ون کی آبادی 1,172,516 ہے جبکہ NA-221 ٹنڈو محمد خان کی آبادی 726,119 ہے۔ مزیدبرآں، بلوچستان میںNA-255 صحبت پور-جعفر آباد-اوستہ محمد-نصیر آباد کی آبادی 1,124,567 ہے جبکہ NA-261 کوئٹہ ون کی آبادی 799,886 ہے۔

صوبائی اسمبلیوں میں بھی صورتحال مختلف نہیں ہے۔ خیبرپختونخوا اسمبلی کا سب سے بڑا حلقہ PK-93 ہنگو (528,902) سب سے چھوٹے حلقے PK-1 اپر چترال (195,528) کی آبادی سے تقریباً تین گنا بڑا ہے۔ اسی طرح سندھ اسمبلی کے سب سے بڑے حلقے PS-75 ٹھٹھہ ون کی آبادی 556,767 ہے جبکہ PS-79 جامشورو ٹو سب سے چھوٹا حلقہ ہے جس کی آبادی 354,505 ہے۔ پنجاب اسمبلی کا سب سے بڑا حلقہ PP-177 قصورتھری ہے جس کی آبادی 510,875 ہے جبکہ سب سے چھوٹا حلقہ PP-84 خوشاب فور ہے جس کی آبادی 359,367 ہے۔ بلوچستان میں PB-51 چمن 466,218 آبادی کے ساتھ سب سے بڑا حلقہ ہے جو کہ سب سے چھوٹے حلقے PB-23 آواران سے ڈھائی گنا بڑا ہے جس کی آبادی 178,958 ہے۔

حلقوں کی آبادی میں اس طرح کی عدم مساوات کے پیش نظر اس بات کا امکان ہے کہ مجوزہ حلقہ بندیوں پر ووٹروں کی جانب سے زیادہ اعتراضات (Representations) دائر کیے جائیں گے۔ اس لیے فافن کی سفارش ہے کہ الیکشن کمیشن مجوزہ حلقہ بندیوں پر اعتراضات دائر کرنے کے عمل کو سہل بنائے۔ فی الحال، اعتراض دائر کرنے کے خواہشمند ہر ووٹر کو اعتراضات کی دستاویزات جمع کرانے کے لیے الیکشن کمیشن آف پاکستان کے سیکرٹریٹ واقع اسلام آباد آنا پڑتا ہے۔ بعد ازاں، ہر اعتراض پر کمیشن کی جانب سے سماعت بھی اسلام آباد میں ہی ہوتی ہے جس پر اضافی اخراجات اور محنت صرف ہوتی ہے۔ اعتراض دائر کرنے کے خواہشمند ووٹروں کی سہولت کے لیے الیکشن کمیشن اپنے ضلعی، علاقائی اور صوبائی دفاتر میں اعتراضات جمع کرانے کی اجازت دینے پر غور کرسکتا ہے۔ اسی طرح اعتراضات پر سماعت کا اہتمام بھی صوبائی سطح پر کیا جا سکتا ہے۔ فافن مزید تجویز کرتا ہے کہ الیکشن کمیشن ادارہ شماریات کو اپنی ویب سائٹ پر مردم شماری کے بلاک وار اعداد و شمار شائع کرنے کی بھی ہدایات جاری کرے کیونکہ اعتراض کنندگان کو اپنے اعتراضات کی تیاری کے لیے ان اعداد و شمار کی ضرورت ہوگی۔